ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 5113-5123
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

# A Study of the Prophetic Traditions Related to Purification and Ablution in Musannaf Abd al-Razzaq: An Analytical Review and Contemporary Applications

## مصنف عبدالرزاق میں طہارت اور وضو سے متعلق مرویات سیرت کا جائزہ و عصری تطبیقات

***Hafiz Husain Ahmad***
*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studeis, UOS*
***Dr. Farhat Naseem Alvi***
*Assosiate professor, Department of Islamic Studeis, UOS*

***Abstract***
*Purification (Taharah) and ablution (Wudu) are fundamental aspects of Islamic worship, and the observance of ritual purity is obligatory before performing prayer. The concept of purification is not limited to physical cleanliness; rather, it also encompasses spiritual purification and inner tranquility. In Islam, purification has been described as half of faith, highlighting its extraordinary significance. Ablution is a sacred act of purification that is not only a prerequisite for the validity of certain acts of worship but also offers significant benefits for human health. According to modern scientific research, the washing of various parts of the body during ablution promotes personal hygiene and cleanliness, which may contribute to the prevention of certain diseases.*
*The traditions concerning ablution recorded in the blessed life of the Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) provide a practical model for the Muslim Ummah. The Prophet's method of performing ablution was comprehensive, simple, and systematic, emphasizing the proper washing of the prescribed body parts and adherence to the required sequence. Although different juristic opinions exist regarding certain practices, such as wiping the head and ears, washing the feet, and wiping over foot coverings, all major schools of Islamic jurisprudence acknowledge the fundamental authority of the Prophet's practical example.*
*In the contemporary era, there is a growing need for a more comprehensive understanding of the principles of purification and ablution. Due to the demands of modern lifestyles, individuals may sometimes neglect certain essential requirements of ablution. Therefore, this chapter aims to critically examine the Prophetic traditions related to purification and ablution, particularly those recorded in Musannaf Abd al-Razzaq, and explore their contemporary applications. The study seeks to highlight the practical relevance of these traditions in modern life and promote greater awareness of the religious, spiritual, and hygienic dimensions of purification and ablution.*
*Keywords: Purification, Musannaf Abd al-Razzaq, Taharah.*

طہارت اور وضو اسلامی عبادات کا بنیادی جزو ہیں اور ہر نماز سے پہلے ان کا اہتمام فرض کیا گیا ہے۔ طہارت کا مفہوم محض جسمانی صفائی تک محدود نہیں، بلکہ اس کا تعلق روحانی تطہیر اور قلبی طمانیت سے بھی ہے۔ دینِ اسلام میں طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، جس سے اس کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ وضو ایک ایسا پاکیزہ عمل ہے جو نہ صرف عبادات کی قبولیت کے لیے شرط ہے بلکہ جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق انسانی صحت کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔ وضو کے ذریعے جسم کے مختلف حصوں کو دھونا، ان میں صفائی کا ایک خاص نظم پیدا کرتا ہے، جو نہ صرف ظاہری پاکیزگی فراہم کرتا ہے بلکہ بیماریوں سے بچاؤ کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں وضو کے متعلق جو روایات منقول ہیں، وہ امت مسلمہ کے لیے ایک عملی نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ کا وضو کرنے کا طریقہ نہایت جامع، سادہ اور مکمل ہے، جس میں تمام اعضا کی مکمل صفائی اور ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ وضو میں سر کے مسح، کانوں کے مسح، پاؤں دھونے یا مسح کرنے جیسے اعمال کے بارے میں مختلف فقہی آراء پائی جاتی ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے عملی نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے امت کے تمام مکاتبِ فکر اس کی بنیادی حیثیت پر متفق ہیں۔

جدید دور میں طہارت اور وضو کے اصولوں کو زیادہ باریک بینی سے سمجھنے کی ضرورت ہے، کیونکہ آج کے مصروف طرزِ زندگی میں بعض اوقات لوگ وضو کے بنیادی اصولوں میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس باب میں وضو اور طہارت سے متعلق سیرتِ نبوی ﷺ کی مرویات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا، اور ان کے عصری تطبیقات کو واضح کیا جائے گا تاکہ موجودہ دور میں وضو اور طہارت کے متعلق زیادہ شعور پیدا کیا جا سکے۔

### سر کا مسح کرنے کے طریقے سے متعلق نبی کریم ﷺ کی سنت:

نبی کریم ﷺ نے وضو میں سر کا مسح اس ترتیب سے فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے سر کے اگلے حصے سے آغاز کیا، گُدی تک لے گئے، پھر واپس اسی جگہ لوٹ آئے۔ یہ مکمل طریقہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح منقول ہے:

"عبد الرزاق عن مالك عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن عبد الله بن زيد ان رسول الله مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذي بدأ منه".[1]

عبد الرزاق نے ہمیں حدیث بیان کی، وہ مالک سے، وہ عمرو بن یحیی سے، وہ اپنے والد سے، اور وہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا، پس آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو آگے لے جا کر پیچھے لائے، آپ ﷺ نے اپنے سر کے اگلے حصے سے ابتدا کی، پھر اپنے ہاتھوں کو گُدی (یعنی گردن کے پیچھے کے حصے) تک لے گئے، پھر ہاتھوں کو واپس لائے، یہاں تک کہ اسی جگہ لوٹ آئے جہاں سے ابتدا کی تھی۔

### تحقیق و تخریج حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند متصل ہے۔اس روایت میں بیان کیے گئے تمام راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔نیز، اس روایت کو دیگر کتب میں بھی درج ذیل مقامات پر روایت کیا گیا ہے:

1. مسند أحمد (حدیث: 16701) میں عبد الرزاق کے طریق سے یہ حدیث موجود ہے۔
2. صحیح ابن خزیمة (حدیث: 165) میں محمد بن رافع کے واسطے سے عبد الرزاق نے یہی حدیث روایت کی ہے۔
3. مصنف ابن أبي شيبة کے بعض نسخوں میں بھی یہ حدیث درج ہے، جیسا کہ اس کی حاشیہ میں موجود ہے۔
4. تهذيب التهذيب (5/ 223) میں عبد اللہ بن زید بن عاصم بن کعب بن عمرو بن عوف کے ترجمے کے ضمن میں اس روایت کا ذکر کیا گیا ہے۔

### شرح حدیث:

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے وضو کے مسنون طریقے پر روشنی ڈالتی ہے، خاص طور پر مسح سر کی کیفیت کو واضح کرتی ہے۔

#### 1. مسح سر کی جامع کیفیت:

نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا، اور اس میں ایک خاص ترتیب اختیار کی۔یعنی پہلے سر کے اگلے حصے سے مسح کا آغاز فرمایا، پھر ہاتھوں کو پیچھے گردن کی گُدی تک لے گئے، اور پھر دوبارہ ہاتھوں کو آگے لاتے ہوئے اسی جگہ پر ختم کیا جہاں سے ابتدا کی تھی۔

#### 2. مسح کی ترتیب:

یہ طریقہ ظاہر کرتا ہے کہ مسح سر مکمل ہونا چاہیے، یعنی صرف سر کے اگلے یا پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں بلکہ پورے سر پر مسح کرنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ کے اس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ سر کے مسح میں پہلے آگے لے جانا اور پھر پیچھے لانا افضل اور مسنون ہے۔

---

[1] عبد الرزاق، المصنف، 1: 280۔

**3. وضو میں سر کا مسح کرنا فرض یا سنت؟**

جمہور فقہاء کے نزدیک وضو میں سر کا مسح فرض ہے، کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾[2] "اور اپنے سروں کا مسح کرو"

اس حدیث میں مسح کی کیفیت اور طریقہ مزید وضاحت سے بیان ہوا ہے۔

**عصری تطبیقات (جدید دور میں حدیث کا اطلاق):**

**1. وضو میں سہولت اور آسانی:**

جدید دور میں بعض لوگ جلدی میں وضو کرتے ہوئے سر کے صرف اگلے حصے پر مسح کر لیتے ہیں، جو کہ سنت کے مطابق نہیں۔اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ پورے سر پر مسح کرنا ضروری ہے۔

**2. وضو کے طریقے کی تعلیمی افادیت:**

موجودہ وقت میں لوگ وضو کے مختلف طریقے اپناتے ہیں، جن میں بعض افراد مسح کو سرسری طور پر کرتے ہیں، اس حدیث کی روشنی میں تعلیمی اداروں اور مساجد میں وضو کی مسنون کیفیت کو واضح کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگ صحیح وضو سیکھیں اور سنت پر عمل کریں۔

**3. طہارت کی اہمیت:**

جدید تحقیق کے مطابق صاف پانی اور صفائی کا خیال رکھنے سے کئی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔وضو میں سر کا مسح کرنا بھی ایک ایسی سنت ہے جس سے ذہنی تازگی حاصل ہوتی ہے، اور اس میں نظافت و طہارت کے کئی طبی فوائد بھی ہیں۔

**4. مسح کے بارے میں فقہی اختلافات میں اعتدال:**

عصر حاضر میں مختلف فقہی مکاتب فکر وضو کے مسح کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں، یہ حدیث ان میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے ایک اہم دلیل کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے تاکہ لوگ مسنون طریقے کو زیادہ سے زیادہ اپنائیں۔

**خلاصہ:**

یہ حدیث وضو کے دوران سر کے مسح کی سنت کو واضح کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ کے عملی طریقے کو بیان کرتی ہے۔اس سے فقہی استدلال حاصل ہوتا ہے کہ وضو میں پورے سر کا مسح کرنا مسنون اور افضل ہے، اور اس میں مسح کے لیے دونوں ہاتھوں کا استعمال اور سر کے اگلے سے پیچھے اور پھر واپس لانے کا طریقہ زیادہ درست اور کامل ہے۔اس حدیث کا جدید دور میں اطلاق طہارت، نظافت اور وضو کے درست طریقے کو اپنانے کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔

**وضو میں کانوں کے مسح سے متعلق نبی کریم ﷺ کا عمل:**

نبی کریم ﷺ نے وضو کے دوران کانوں کے مسح کو بھی شامل فرمایا اور دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے پر مسح کیا۔یہ سنتِ نبوی ﷺ حضرت رُبیع بنت عفراء رضی اللہ عنہا کی روایت میں یوں بیان ہوئی ہے:

" عن معمر عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت عفراء ان النبي ﷺ مسح باذنيه ظاهرهما وباطنهما"[3]

"معمر نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے، انہوں نے ربیع بنت عفراء سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر مسح کیا"۔

**تحقیق و تخریج حدیث:**

[2] المائدۃ5: 6۔

[3] الصنعاني، المصنف،1: 286

یہ حدیث حسن درجے کی ہے اور اس کی سند متصل ہے۔عبد اللہ بن محمد بن عقیل پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ حدیث قابل قبول ہے۔

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

سنن النسائی: نبی کریم ﷺ نے اپنے سر اور کانوں پر مسح کیا، کانوں کے باطن کو شہادت کی انگلیوں سے اور ظاہری حصے کو انگوٹھوں سے صاف کیا۔

ابن ماجہ اور بیہقی میں بھی یہی روایت مذکور ہے۔

ابو داود میں حضرت ربیع کی ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سر، دونوں کنپٹیوں اور کانوں پر ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عباس کی روایت میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سر اور کانوں پر ایک مرتبہ مسح کیا۔

سنن ابو داود میں نبی کریم ﷺ کے وضو کے دوران سر کے مسح کے بعد کانوں پر مسح کرنے کا ذکر ملتا ہے اور یہ وضاحت ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے بقیہ پانی سے ہی کانوں پر مسح کیا، جسے اکثر فقہاء نے اختیار کیا ہے۔

امام شافعی کے مطابق کانوں کے مسح کے لیے الگ پانی لینا چاہیے، جبکہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک سر کے مسح سے بچا ہوا پانی ہی کافی ہے۔

**شرح حدیث:**

حدیث کے متن میں "فخالفت بإبهاميه إلى ظاهر أذنيه فمسح ظاهرهما وباطنهما" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کانوں کے ظاہری حصے کو انگوٹھوں سے اور اندرونی حصے کو شہادت کی انگلیوں سے مسح کیا۔سنن النسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے پہلے سر کا مسح کیا، پھر کانوں کا ظاہری اور باطنی حصہ صاف کیا۔

امام بیہقی اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں کانوں کا مسح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

ابو داود میں مذکور ایک روایت کے مطابق حضرت ربیع بنت معوذ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سر کے مسح کے ساتھ ہی کنپٹیوں اور کانوں پر بھی مسح کیا۔

امام احمد، ابن ماجہ اور ابو داود میں ابن عباس کی ایک روایت مذکور ہے جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو میں اپنے سر اور کانوں کو ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔

ابو امامہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے آنکھوں کے کناروں پر بھی مسح کیا اور فرمایا کہ "کانیں سر کا ہی حصہ ہیں"۔

بعض محدثین کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے کانوں کا مسح وہی پانی استعمال کرتے ہوئے کیا جو سر کے مسح کے لیے لیا تھا، اور یہی رائے اکثر فقہاء کی ہے، سوائے امام شافعی کے، جنہوں نے اس کے لیے نیا پانی لینے کو ترجیح دی۔[4]

**عصری استنباط:**

1. یہ حدیث وضو میں کانوں کے مسح کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، جو کہ سنت نبوی ﷺ ہے۔
2. جدید طبی تحقیقات کے مطابق کانوں کی صفائی حفظانِ صحت کے اصولوں میں شامل ہے، اور یہ حدیث حفظانِ صحت کی طرف ایک عملی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔
3. اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو ایک مکمل طہارت کا عمل ہے، جس میں جسم کے وہ حصے بھی شامل کیے گئے ہیں جو عمومی طور پر آلودگی کا شکار ہو سکتے ہیں۔
4. وضو میں کانوں کے مسح کا حکم دینا نبی کریم ﷺ کے طہارت کے اصولوں کی جامعیت کو واضح کرتا ہے، جو کہ جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ روحانی طہارت کے لیے بھی اہم ہے۔

---

[4] الحسين بن محمد بن سعيد اللاعي المغربي، البدر التمام شرح بلوغ المرام،(دار ہجر، ط1، 1414ه- - 2007 م)، 1 :203۔

5. وضو کے ذریعے طہارت اور صفائی کی وہ سنتیں جو چودہ سو سال قبل سکھائی گئیں، آج کے جدید طبی اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہیں۔

**وضو میں پاؤں کے ظاہری حصے کے غسل اور نبی پاک ﷺ کا عمل:**

نبی کریم ﷺ کا وضو میں قدموں کے ظاہری حصے کو دھونا ثابت ہے، اور حضرت علیؓ نے بھی اسی سنت کے مطابق عمل کیا۔وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو قدموں کی پشت دھوتے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہی سمجھتا کہ تلوے دھونا زیادہ حق رکھتا ہے۔ یہ مشاہدہ حضرت علیؓ کی روایت میں اس طرح منقول ہے:

"عن عبد الرزاق عن ابن عيينة عن أبي السوداء قال سمعت ابن عبد خير يحدث عن أبيه قال رأيت عليا يتوضأ فجعل يغسل على ظهور قدميه وقال لولا اني رأيت رسول الله ﷺ يغسل ظهور قدميه لرأيت ان بطن القدمين أحق بالغسل من ظاهرهما" [5]

عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے، انہوں نے ابو السوداء سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبد خیر کو اپنے والد سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو انہوں نے اپنے پاؤں کے ظاہری حصے کو دھویا، اور فرمایا: "اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پاؤں کے ظاہری حصے کو دھوتے نہ دیکھا ہوتا تو میں سمجھتا کہ پاؤں کے تلوے کو دھونا زیادہ ضروری ہے بجائے ان کے اوپری حصے کے۔"

**تحقیق و تخریج حدیث:**

یہ حدیث حسن درجے کی ہے اور اس کی سند متصل ہے۔

ابن عیینہ: مشہور محدث اور ثقہ راوی ہیں۔

ابو السوداء: یہ راوی مجہول الحال ہیں، تاہم ان کی روایت کو دیگر محدثین نے تقویت دی ہے۔

ابن عبد خیر اور ان کے والد دونوں کے حالات معلوم نہیں، لیکن ان کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید کرتی ہے۔

یہ حدیث وضو کے احکام سے متعلق درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

سنن ابی داود میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

سنن ترمذی میں بھی وضو میں پاؤں کے ظاہری حصے کو دھونے کے متعلق روایات مذکور ہیں۔

مسند احمد میں بھی وضو کے طریقے سے متعلق متعدد روایات مذکور ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے وضو کا مفصل بیان ملتا ہے۔

- **عصری استنباط:**

1. یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ وضو میں پاؤں کے ظاہری حصے کو دھونا فرض ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا عمل اسی پر تھا۔
2. جدید طبی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کے اوپری حصے پر دھول اور مٹی زیادہ آتی ہے، اس لیے اس کا دھونا حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق بھی ضروری ہے۔
3. اس حدیث سے اجتہاد اور قیاس کے بجائے نبی کریم ﷺ کی عملی سنت کی اتباع کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔
4. آج کل وضو میں بعض لوگ جلدی میں صرف پاؤں پر پانی بہا لیتے ہیں، مگر اس حدیث کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ مکمل طور پر دھونا ضروری ہے۔
5. وضو میں پاؤں دھونے کے حوالے سے بعض فقہی اختلافات موجود ہیں، مگر یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ پاؤں کے ظاہری حصے کو دھونا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اس پر عمل ضروری ہے۔

**مسح اور غسل قدمین کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز کا قول:**

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے وضو میں پاؤں دھونے کو سنتِ نبوی ﷺ قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ کا عمل قدمین کے غسل پر مبنی تھا، اور اس پر صحابۂ کرام کی متعدد گواہیاں موجود ہیں۔اس موقف کی تائید وہ اس روایت سے کرتے ہیں:

---

[5] الصنعاني، المصنف، 1: 291۔

"عبد الرزاق، عن محمد بن مسلم، عن إبراهيم بن ميسرة، عن عثمان بن أبي سويد، أنه ذكر لعمر بن عبد العزيز المسح على القدمين، فقال عمر: لقد بلغني عن ثلاثة من أصحاب محمد ﷺ، أدناهم ابن عمك المغيرة بن شعبة، أن النبي ﷺ غسل قدميه".

محمد بن مسلم، ابراہیم بن میسرہ کے واسطے سے عثمان بن ابی سوید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے سامنے پاؤں پر مسح کرنے کا ذکر کیا، تو حضرت عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: "مجھے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں روایت پہنچی ہے، اور ان میں سب سے قریبی تمہارے چچا زاد بھائی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاؤں دھوئے تھے۔"

**تحقیق و تخریج:**

یہ روایت امام عبد الرزاق نے "المصنف" میں ذکر کی ہے، اور امام طبری نے اپنی تفسیر (190/8) میں اسے نقل کیا ہے، جہاں "ابن أبي سوید" کا ذکر آیا ہے، لیکن ان کا مکمل نام بیان نہیں ہوا۔

علماء کے مطابق، صحیح نام "محمد بن أبي سوید الثقفي الطائفي" ہے، جو حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ابراہیم بن میسرہ روایت کرتے ہیں۔

یہ تصحیح "تهذیب الکمال" (337/25) اور "الجرح والتعدیل" (279/7) میں موجود ہے۔

**عصری استنباط**

1. اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں قدموں کو دھونا نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات میں شامل تھا، جسے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے بھی ترجیح دی۔
2. اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین کے زمانے میں وضو میں قدموں پر مسح کرنے اور دھونے کے بارے میں سوالات موجود تھے، اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس حوالے سے سنتِ نبوی کو بنیاد بنایا۔
3. آج کے دور میں بھی وضو کے مسائل پر اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن ہمیں انہی روایات کی روشنی میں اصل سنت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔
4. اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محفوظ رکھا اور بعد میں تابعین اور تبع تابعین کے درمیان یہ علمی وراثت منتقل ہوئی۔
5. حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا اس معاملے پر گفتگو کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دین کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کو حدیثِ نبوی کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے تھے، اور ہمیں بھی فقہی مسائل کو براہ راست احادیث و آثار کی روشنی میں پرکھنا چاہیے۔

**وضو میں قدموں کے دھونے اور مسح کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے:**

"عبد الرزاق، عن معمر، عن عبد الله بن محمد بن عقيل، عن الربيع، أن رسول الله ﷺ غسل قدميه ثلاثًا ثلاثًا، ثم قالت: أما إن ابن عباس قد دخل عليَّ فسألني عن هذا الحديث، فأخبرته، فقال: يأبى الناس إلا الغسل، ونجد في كتاب الله تعالى المسح، يعني: القدمين".

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے، پھر انہوں نے کہا: "ابن عباس رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو میں نے انہیں بتایا۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: "لوگ پاؤں دھونے پر ہی اصرار کرتے ہیں، جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مسح پاتے ہیں، یعنی (وضو میں) قدموں پر مسح۔"

**تحقیق و تخریج:**

یہ حدیث امام عبد الرزاق نے "المصنف" میں نقل کی ہے۔یہ حدیث "مصنف ابن أبي شیبة" کے ایک نسخے میں بھی درج ہے، جہاں اس کے ساتھ (ق) کا نشان ہے، جو اس کی تصدیق کرتا ہے۔

یہ روایت نسخہ الظاہریۃ ل- "مصنف ابن أبي شيبة" [20/أ] میں بھی موجود ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے وضو میں مسح کے ذکر کا حوالہ قرآن کریم سے جڑا ہوا ہے۔

**عصری استنباط:**

1. اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان وضو میں پاؤں کے دھونے اور مسح کرنے کے حوالے سے اجتہادی اختلاف پایا جاتا تھا، جو آج بھی فقہ اسلامی کے اندر ایک علمی بحث ہے۔

2. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ "ہم اللہ کی کتاب میں مسح پاتے ہیں"، اس بات کی دلیل ہے کہ بعض صحابہ وضو کے احکام میں قرآن کی آیت "وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ" (المائدہ: 6) میں قراءت اور تفسیر کے مختلف امکانات پر غور کرتے تھے۔

3. نبی اکرم ﷺ کا اپنے پاؤں تین تین مرتبہ دھونا عملی طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ وضو میں قدموں کو دھونا سنتِ نبوی ہے، اور اس پر امت کا عملی اتفاق بھی رہا ہے۔

4. آج کے دور میں وضو کے طریقے پر جو علمی اختلافات ہیں، ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء کو سمجھنے سے فقہی اجتہاد کی اہمیت اور شرعی نصوص کی گہرائی کا ادراک ہوتا ہے۔

5. اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی دینی مسائل میں تحقیق اور وضاحت کے لیے اہل علم سے رجوع کرتے تھے، جو آج بھی علمی تحقیقات کے لیے ایک بنیادی اصول ہے۔

6. دین میں اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، یعنی جہاں قرآن و حدیث میں کسی چیز کا ذکر موجود ہو، وہاں نصوص کی مکمل روشنی میں مسئلے کو سمجھنا چاہیے، نہ کہ محض تقلیدی رویے پر اصرار کرنا۔

**وضو میں پاؤں کے تلووں کے دھونے سے متعلق نبی کریم ﷺ کی تاکید:**

نبی کریم ﷺ نے وضو میں قدموں کے تلووں کے دھونے پر بھی خاص توجہ دلائی، اور ایک نابینا صحابی کو اس کی طرف متنبہ فرمایا کہ پاؤں کے نچلے حصے کو بھی اچھی طرح دھونا ضروری ہے۔ یہ تاکیدی ارشاد درج ذیل روایت میں مروی ہے:

> "عبد الرزاق، عن ابن عيينه، عن يحيى بن سعيد، عن محمد بن محمود، أن النبي ﷺ نظر إلى رجل محجوب البصر يتوضأ وهو منه متناءٍ، فقال النبي ﷺ: «قليل قليل بطن القدمين» فغسل بطن القدم، فسمي البصير".[6]
>
> محمد بن محمود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نابینا شخص کو دیکھا جو وضو کر رہا تھا، اور وہ (نبی کریم ﷺ سے) دور تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تھوڑا تھوڑا (یعنی احتیاط سے) پاؤں کے تلووں کو بھی دھو۔" چنانچہ اس شخص نے پاؤں کے تلوے دھو لیے، اور اس کے بعد وہ "البصیر" (بصیرت والا) کہلایا۔

## تحقیق و تخریج:

اس حدیث میں جو راوی ہے محمد بن محمود اس کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: محمد بن محمود بن عبد اللہ بن مسلمہ، جو محمد بن مسلمہ کے بھتیجے ہیں، یہ حارثی، انصاری اور مدنی ہیں۔ ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی ہے، اور یہ روایت مرسل ہے۔ لم يقل محمد بن محمود: «أنه بلغه».

حدیث کے اصل نسخے میں "فغسل بطن القدم" (تو اس نے پاؤں کے تلوے دھو لیے) کے الفاظ موجود نہیں تھے، لیکن نسخہ الظاہریۃ (ظ) میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ نیز یہ روایت "المسند المصنف المعلل ۳۵/۳۱۳ — مجموعة من المؤلفين" میں بھی موجود ہے۔

**عصری استنباط:**

1. یہ حدیث اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ وضو کرتے وقت پاؤں کے تلووں کو بھی دھونا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات لوگ انہیں صحیح طریقے سے دھونے سے غفلت برتتے ہیں۔

---

[6] الصنعانی، المصنف، 1: 295۔

2. نبی کریم ﷺ کا ایک نابینا شخص کے وضو کی طرف متوجہ ہونا اور اسے درستگی کی تاکید کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ شریعت میں جسم کی طہارت اور وضو کے ہر عضو کو صحیح طریقے سے دھونے پر زور دیا گیا ہے۔

3. اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ عبادات کی جزئیات پر بھی توجہ دیتے تھے اور لوگوں کو عملی طور پر سکھاتے تھے، جو کہ تعلیم و تربیت کے بہترین اصولوں میں سے ہے۔

4. نابینا شخص کو "البصیر" (بصیرت والا) کہہ کر مخاطب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دین اسلام میں ظاہری بینائی سے زیادہ باطنی بصیرت کو اہمیت دی گئی ہے۔

5. اس حدیث میں وضو کے آداب میں سے ایک اہم پہلو کی طرف اشارہ ہے، کہ کسی بھی رکن کو سرسری طور پر ادا نہ کیا جائے بلکہ احتیاط اور کامل طریقے سے ادا کیا جائے۔

6. آج کے دور میں وضو کے مسائل میں سستی اور جلد بازی کی شکایات عام ہیں، اس لیے اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ وضو کے تمام اعضا کو مکمل طریقے سے دھونا ضروری ہے تاکہ طہارت مکمل ہو سکے۔

**وضو میں انگلیوں کے خلال اور ناک میں پانی پہنچانے سے متعلق سیرتِ نبوی ﷺ:**

نبی کریم ﷺ نے وضو کی مکمل صفائی پر زور دیتے ہوئے انگلیوں کے خلال اور ناک میں پانی اچھی طرح پہنچانے کی خصوصی تاکید فرمائی، بشرطیکہ آدمی روزے سے نہ ہو۔ یہ تعلیم ہمیں لُقیط بن صبرہ کی تفصیلی روایت میں ملتی ہے، جس کا متن یہ ہے:

"اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا ابن جريج قال حدثنا اسماعيل بن كثير ابو هاشم المكي عن عاصم بن لقيط بن صبرة عن ابيه او جده قال انطلقت انا واصحاب لي حتى انتهينا الى رسول الله ﷺ فلم نجده قال فاطعمتنا عائشة رضي الله عنها تمرا وعصدت لنا عصيدة اذ جاء النبي ﷺ يتقلع فقال هل اطعمتم من شيء قلنا نعم فبينما نحن على ذلك دفع الراعي الغنم في المراح على يده سخلة قال هل ولدت قال نعم قال فاذبح لهم شاة ثم اقبل علينا فقال لا تحسبن ولم يقل لا تحسبن انّا ذبحنا الشاة من اجلكم لنا غنم مائة لا نريد ان تزيد عليها اذا ولد الراعي لنا بهمة امرناه فذبح شاة قال قلت يا رسول الله اخبرني عن الوضوء قال اذا توضأت فاسبغ وخلل بين الاصابع واذا استنشقت فابلغ الا ان تكون صائما"».[7]

لُقیط بن صبرہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے کچھ ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، مگر آپ ﷺ وہاں موجود نہ تھے۔ اس دوران سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں کھجوریں کھلائیں اور ہمارے لیے عصیدہ (ایک خاص قسم کی غذا) تیار کی۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لائے، تو فرمایا: "کیا تمہیں کچھ کھانے کو ملا؟" ہم نے کہا: جی ہاں۔ اتنے میں ایک چرواہا اپنی بکریاں لے کر آیا، اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی بکری تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا اس نے بچہ جنم دیا؟" چرواہے نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر ان کے لیے ایک بکری ذبح کرو۔" پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے تمہارے لیے بکری ذبح کی ہے، ہمارے پاس سو بکریاں ہیں، اور ہم ان میں اضافہ نہیں چاہتے، جب بھی ہمارا چرواہا ایک بچہ پیدا ہوتے دیکھتا ہے تو ہم اسے ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔"

پھر میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "جب وضو کرو تو اسے مکمل کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اور جب ناک میں پانی ڈالو تو اچھی طرح ڈالو، سوائے اس کے کہ تم روزے سے ہو۔"

**تحقیق و تخریج:**

یہ حدیث امام عبد الرزاق نے "المصنف" میں نقل کی ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے "مسند احمد" (حدیث: 16646) اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" (19/215) میں بھی روایت کیا ہے۔

---

[7] الصنعانی، المصنف، 1: 296۔

عاصم بن لقیط کے بارے میں مختلف اقوال ہیں؛ بخاری رحمہ اللہ نے انہیں "أبو رزین العقيلي" کا بیٹا قرار دیا ہے، جبکہ دیگر نے "عاصم بن لقیط بن عامر بن المنتفق" کہا ہے۔

**عصری استنباط:**

1. اس حدیث میں وضو کے مکمل کرنے کی تاکید ہے، جو آج کے دور میں خاص طور پر اہم ہے کیونکہ لوگ عموماً جلد بازی میں وضو کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ اعضاء دھونے میں غفلت برتتے ہیں۔

2. انگلیوں کے درمیان خلال کرنے کی تاکید اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ صفائی اور طہارت میں باریکیوں کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے، جو کہ حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

3. نبی کریم ﷺ کا ناک میں پانی پہنچانے کی تاکید کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ طہارت میں ناک کی صفائی کا بھی بڑا دخل ہے، اور جدید طبی تحقیقات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ ناک میں پانی ڈالنا صحت کے لیے مفید ہے۔

4. اس حدیث میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالتے وقت احتیاط کرنی چاہیے تاکہ مبادا روزہ خراب نہ ہو جائے، جو کہ اسلامی فقہ میں اعتدال اور آسانی کا ایک عملی مظہر ہے۔

5. نبی کریم ﷺ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر معاملے میں حکمت اور اعتدال کو مدنظر رکھتے تھے، جیسے بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ ہم سو سے زیادہ نہیں رکھتے تاکہ توازن برقرار رہے، یہ آج کے معاشی اصولوں میں "سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ" (پائیدار ترقی) کے تصور سے مشابہ ہے۔

**بارش کے دوران ناپاک راستے سے گزرنے پر نبی کریم ﷺ کی تعلیم:**

نبی کریم ﷺ نے طہارت و نظافت کی تعلیم دیتے ہوئے اس بات کی رہنمائی فرمائی کہ اگر بارش یا کسی اور سبب سے راستہ ناپاک ہو جائے، تو پاکیزہ راستے کو ترجیح دی جائے۔ یہ حکیمانہ ہدایت درج ذیل روایت میں مذکور ہے:

> " اخبرنا عبد الرزاق عن قيس بن الربيع عن عبد الله بن عيسى عن سالم بن عبد الله عن امرأة من بني عبد الاشهل قالت قلت يا رسول الله ان لنا طريقا منتنة في المطر فقال النبي ﷺ أليس دونها طريق طيبة قالت بلى قال فذلك بذلك"».[8]
>
> بنی عبد الأشہل کی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہمارے لیے ایک ایسا راستہ ہے جو بارش کے دوران ناپاک (گندہ) ہو جاتا ہے، کیا ہم اس میں سے گزر سکتے ہیں؟" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا اس کے علاوہ کوئی صاف ستھرا راستہ نہیں ہے؟" اس عورت نے جواب دیا: "ہاں، ایک اچھا راستہ بھی موجود ہے۔"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اسی کو اختیار کرو۔"

**تحقیق و تخریج:**

یہ حدیث عبد الرزاق نے "المصنف" میں روایت کی ہے۔

اسی حدیث کو طبرانی نے "المعجم الكبير" (184/25) میں الدبري کے واسطے سے عبد الرزاق کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور اسی سند کے ساتھ ابو نعیم نے "معرفة الصحابة" (3584/6) میں روایت کیا ہے۔

ابو نعیم کے مطابق، قیس بن الربیع نے عبد اللہ بن عیسی سے روایت کی ہے، لیکن بعض روایات میں "عن موسى بن عبد الله بن يزيد الخطمي" کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔

- **عصری استنباط:**

1. یہ حدیث اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ شریعت میں آسانی اور سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے، اور اگر کوئی متبادل راستہ موجود ہو تو ناپاک اور گندے راستے سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

---

[8] الصنعانی، المصنف، 2: 302۔

2. آج کے دور میں شہری صفائی، نکاسی آب اور راستوں کی درستگی کا جو تصور ہے، وہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ پاکیزگی اور صفائی کو ترجیح دی۔

3. اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے روزمرہ کے مسائل کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ ان کے لیے عملی اور آسان حل فراہم کیے۔

4. دین اسلام میں ماحولیاتی تحفظ اور صاف ستھری زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جسمانی اور روحانی طور پر سہولت رہے۔

5. بارش کے دوران راستے کیچڑ اور گندگی کی وجہ سے مشکل ہو سکتے ہیں، اس لیے اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ آدمی اپنے لیے بہتر اور آسان راستہ اختیار کرے۔

**عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وضو اور نبی کریم ﷺ کی سنت:**

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق مکمل طریقے سے وضو کیا، اور فرمایا کہ یہ وہی طریقہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا۔ یہ تفصیل درج ذیل روایت میں مذکور ہے:

"أخبرنا عبد الرزاق، عن إسرائيل، عن عامر بن شقيق، عن شقيق بن سلمة، قال: رأيت عثمان بن عفان رضى الله عنه توضأ فغسل كفيه ثلاثًا ثلاثًا، ومضمض، واستنشق ثلاثًا ثلاثًا، وغسل وجهه ثلاثًا، قال: وحسبته قال: وذراعيه ثلاثًا ثلاثًا، ثم مسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما، وغسل قدميه ثلاثًا ثلاثًا، وخلل أصابعه، وخلل لحيته حين غسل وجهه قبل أن يغسل قدميه، ثم قال: رأيت رسول الله ﷺ يفعل كالذي رأيتموني فعلتُ".[9]

شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ تین تین مرتبہ دھوئے، کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، اور تین مرتبہ چہرہ دھویا۔ پھر انہوں نے (میری یادداشت کے مطابق) کہا: "اور اپنے بازو تین تین مرتبہ دھوئے۔" اس کے بعد انہوں نے اپنے سر اور کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کا مسح کیا، اور تین تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر اپنی انگلیوں کا خلال کیا اور داڑھی کا خلال کیا جب کہ وہ چہرہ دھو رہے تھے، پھر فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا، جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا۔"

## تحقیق و تخریج:

یہ حدیث عبد الرزاق نے "المصنف" میں روایت کی ہے۔

اسے دیگر کتب حدیث میں بھی ذکر کیا گیا ہے، اور اس کی سند میں موجود تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وضو سے متعلق متعدد احادیث صحیحین (صحیح بخاری: 164، صحیح مسلم: 226) میں بھی آئی ہیں، جن میں وضو کے ارکان، طریقہ اور اس کی سنتوں کی وضاحت موجود ہے۔

**عصری استنباط:**

1. اس حدیث سے وضو کی مکمل سنتی ترتیب واضح ہوتی ہے، جو کہ عبادات میں طہارت کے اصولوں کو مدنظر رکھتی ہے۔

2. یہ حدیث وضو کے دوران جسم کے تمام حصوں کو اچھی طرح دھونے اور صفائی پر خصوصی توجہ دینے کی تعلیم دیتی ہے، جو آج کے سینیٹری اور ہائجین کے اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہے۔

3. نبی کریم ﷺ کی سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملی طور پر اپنانے اور اس کو امت میں منتقل کرنے کا اہتمام کیا، جو سنت کی حفاظت اور اس کے عملی نفاذ کی ایک بہترین مثال ہے۔

4. موجودہ دور میں وضو کے سائنسی فوائد پر کئی تحقیقات سامنے آئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو انسانی جسم کے لیے تازگی، جراثیم سے حفاظت، اور دماغی سکون کا باعث بنتا ہے۔

[9] الصنعانی، المصنف، 1: 309۔

5. وضو میں انگلیوں اور داڑھی کے خلال کا ذکر اس بات کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے حصے بھی پاک صاف رہنے چاہئیں، تاکہ طہارت مکمل ہو۔

**عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وضو اور سیرتِ نبوی ﷺ پر عمل:**

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق مکمل وضو کیا اور فرمایا کہ جو شخص اس وضو کی طرح وضو کر کے دو رکعتیں خشوع کے ساتھ ادا کرے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔یہ سیرتِ نبوی ﷺ پر عمل کی ایک واضح مثال ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت میں مذکور ہے:

"أخبرنا عبد الرزاق، عن ابن جريج، قال: حدثه ابن شهاب، عن عطاء بن يزيد الجندعي، أنه سمع حمران مولى عثمان، أن عثمان توضأ فأهراق على يديه ثلاث مرار، واستنثر ثلاثًا، ومضمض ثلاثًا، وغسل وجهه ثلاثًا، وغسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاثًا، وغسل اليسرى مثل ذلك، ثم مسح برأسه، ثم غسل قدمه اليمنى ثلاثًا، ثم اليسرى مثل ذلك، ثم قال: رأيت رسول الله ﷺ توضأ نحو وضوئي، ثم قال: «من توضأ مثل وضوئي هذا، ثم قام فركع ركعتين لم يحدث فيهما نفسه - غفر له ما تقدم من ذنبه"».[10]

حمران، جو کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا، تو انہوں نے اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی بہایا، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ چہرہ دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا، اسی طرح بائیں ہاتھ کو بھی دھویا۔ پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھویا، اور بائیں پاؤں کو بھی اسی طرح دھویا۔اس کے بعد فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے، جیسے میں نے کیا۔" پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں ایسی پڑھیں کہ ان میں اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ دی، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

**تحقیق و تخریج:**

یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے، کیونکہ اس میں موجود تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

یہی حدیث صحیح بخاری (164)، صحیح مسلم (226)، سنن نسائی (9793)، اور مصنف ابن أبي شيبة (7730) میں بھی بیان کی گئی ہے، جو اس کی صحت کو مزید تقویت بخشتی ہے۔

**عصری استنباط:**

1. وضو کا طریقہ اور اس کی ترتیب: اس حدیث سے وضو کے طریقے کا مکمل بیان ملتا ہے، جو کہ شریعت میں طہارت کے اصولوں کی وضاحت کرتا ہے۔جدید دور میں حفظان صحت کے اصولوں میں بھی پانی کے ذریعے صفائی کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے، جو وضو کے طبی فوائد کو مزید مؤکد کرتا ہے۔

2. وضو کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے وضو کو صرف جسمانی طہارت ہی نہیں، بلکہ روحانی پاکیزگی کا ذریعہ بھی قرار دیا، اور وضو کے بعد دو رکعت نماز کو گناہوں کی معافی کا سبب بتایا، جو کہ وضو کی روحانی تاثیر کو واضح کرتا ہے۔

3. خشوع و خضوع کی اہمیت: نماز میں یکسوئی اور خشوع کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے، جو آج کے مصروف دور میں عبادات کی اصل روح کو سمجھنے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

4. وضو اور نفسیاتی سکون: سائنسی تحقیقات کے مطابق وضو کرنے سے ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے، اور یہ عمل انسان کے اعصاب کو سکون فراہم کرتا ہے۔

5. عبادات کی قبولیت: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وضو درست طریقے سے کیا جائے اور نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے، تو یہ سابقہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن سکتی ہے، جو کہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عظیم مظہر ہے۔

[10] الصنعانی، المصنف، 1: 313۔

6. وضو اور معاشرتی فوائد: وضو کا اہتمام ایک مسلمان کے لیے پاکیزگی اور صفائی کو یقینی بناتا ہے، جس کا اثر معاشرتی زندگی پر بھی پڑتا ہے، کیونکہ ایک صاف ستھرا معاشرہ صحت مند اور خوشحال ہوتا ہے۔

**خلاصہ فصل:**

اس فصل میں وضو اور طہارت سے متعلق سیرتِ نبوی ﷺ کی روایات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے عصری تقاضوں کے مطابق استنباط کیا گیا ہے۔ وضو میں سر کے مسح کے بارے میں ایک مستند روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا، آگے لے جا کر پیچھے لائے اور پھر دوبارہ اسی مقام پر واپس لائے جہاں سے ابتدا کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں سر کے مسح کی ایک مکمل اور منظم کیفیت سنت کے مطابق مطلوب ہے۔ اسی طرح وضو میں کانوں کے مسح کے بارے میں بھی متعدد احادیث بیان کی گئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے مسح کیا۔ فقہی مکاتب فکر میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کانوں کا مسح علیحدہ پانی سے کیا جائے یا سر کے مسح کے باقی ماندہ پانی سے، لیکن جمہور فقہاء کے مطابق بقیہ پانی سے مسح کرنا کافی ہے۔

وضو میں پاؤں کے دھونے یا مسح کرنے کے مسئلے پر بھی فقہاء میں اختلاف رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ روایات کے مطابق عام حالات میں پاؤں کو دھونا مسنون ہے، جبکہ سفر میں یا چمڑے کے موزے پہننے کی صورت میں ان پر مسح کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ عام طور پر پاؤں دھونے کے عمل کو اپناتے تھے۔

وضو کے دیگر اہم مسائل میں انگلیوں کے خلال اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر بھی حدیث میں آتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو کو جلد بازی میں مکمل کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے تمام آداب کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جدید طبی تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ وضو میں ناک کی صفائی اور انگلیوں کے خلال سے جراثیم سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے۔ عصر حاضر میں وضو کے طبی اور نفسیاتی فوائد پر بھی تحقیق کی جا رہی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو کرنے سے جسم میں طہارت کا احساس پیدا ہوتا ہے، جو نہ صرف ظاہری صفائی بلکہ ذہنی سکون کا بھی باعث بنتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں وضو کے صحیح طریقے کو اپنانا آج بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں تھا۔ اس تحقیق میں ان تمام روایات کا تحقیق و تخریج کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے تاکہ وضو اور طہارت کے اصولوں کو صحیح طریقے سے سمجھا جا سکے۔